تقریر

سر مرزا محمد اسمٰعیل

بموقع

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات نظامیہ طبی کالج

---

۲۳ - جنوری سنہ ۱۹۳۷ع

نواب رحمت یار جنگ بہادر۔ طلباء نظامیہ طبی کالج و معزز حاضرین۔

مجھے مسرت ہے کہ آج شام میں نظامیہ طبی کالج کے اساتذہ اور طلباء کے ساتھ ہوں۔ اور اون خیالات کے لئے جو ابھی آپ حضرات نے میرے متعلق ظاہر فرمائے ہیں شکریہ ادا کرتا ہوں۔

حیدرآباد مختلف حیثیتوں سے اپنا ایک خاص مقام رکھتا ہے یہ اون شاندار روایات کا مسلسل حامل رہا ہے جو سلطنت مغلیہ کے عہد زرین کی یادگار ہیں۔ اس کا ماضی بہت تابناک ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس کا مستقبل بھی نہایت درخشاں ہوگا۔ اور در اصل اسی مستقبل کو بنانے کی سرگرم سعی کئے جانا سرکارعالی کی حکومت کا اولین مقصد ہے۔

اگرچہ مغرب کے ثقافتی اثرات کو قبول کرنے میں حیدرآباد کو کبھی تامل نہیں ہوا لیکن حیدرآباد فطری طورپر ہمیشہ ہندوستان ہی رہا۔ اس نکتہ کو وہ لوگ عموماً سمجھ نہ سکے جو مغربیت کی اندھی تقلید میں حیدرآباد کو ہو بہ ہو مغرب کی تصویر دیکھنا چاہتے تھے۔ یہ صورت حال ہمارے لئے یقیناً بدبختی کا باعث ہوئی۔ اسلئے کہ حیدرآباد بلکہ سارا ہندوستان اپنی مخصوص انفرادیت کا مالک ہے۔ اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں انسانی تہذیب و تمدن کے ہر شعبہ میں اس انفرادیت کا ایک گہرا نقش موجود ہے۔

اپنے مخصوص آرٹ۔ سائنس۔ ادب اور فلسفہ کا اسکے پاس ایک ٹھوس سرمایہ ہے اور اسی سرمایہ کی بنیادوں پر ہمیں اپنی قومی عمارت کھڑی کرنی ہے۔

طب کے میدان میں ہندوستان کو زمانہ قدیم سے اہمیت حاصل رہی ہے ۔ ہندو طب '' آیورویدہ '' کا اپنے زمانہ میں جواب نہ تھا ۔ اسکے بعد مسلمان فاتحین کے ساتھ ہندوستان کی سر زمین پرطب '' یونانی '' کے قدم آئے اور یہ بھی بہت جلد '' آیوروید '' کی طرح اسی سر زمین سے منسوبہ ہوگئی ۔ اس طرح ہمارے ملک میں اپنی طب کے دو اصول ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو رائج ہوگئے ۔

اسکے بعد ہندوستان میں مغربیت کا دور شروع ہوا جو اپنے ساتھ جہاں اور بہت سی چیزیں لائی وہاں '' الوپتی '' طب بھی ساتھ لائی ۔ ہم نے اور میدانوں کی طرح طب کے میدان میں بھی مغربی اثر کی پذیرائی کیلئے جگہ چھوڑنی شروع کردی اور اپنے ملک کی طب کے دونوں قدیم اصولوں سے اسقدر لا پروائی برتی کہ یہ کس مپرسی کے عالم میں پڑگئے ۔

لیکن خوشی اس بات کی ہے کہ اس تاریک تصویر میں بھی چند روشن پہلو ایسے موجود تھے جو نظروں کو برابر اپنی طرف متوجہ کرتے رہے ۔ انہی میں ایک نظامیہ طبی کالج ہے ۔ جو نصف صدی سے زیادہ عرصہ گذرا شاہانہ سر پرستی میں محض ایک مدرسہ کی صورت میں قایم ہوا تھا اور جس نے اس عرصہ دراز میں ہندوستانی روایات کو برقرار اور قدیم طبی طریقہ علاج کو ممالک محروسہ میں جاری رکھا اور خود برابر ترقی کرتا گیا ۔

یہ کہنے سے میرا مطلب یہ نہیں کہ '' الوپتی '' نے اس ملک کے لوگوں کو فائدہ نہیں پہونچایا ۔ اس سے بھی ہمارے ملک کو فائدہ پہنچا اور بہت فائدہ پہنچا ۔ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ '' الوپتی '' کا ہمیں اسقدر گرویدہ نہ بن جانا چاہئے کہ خود ہمارے طبی اصولوں

کی خوبیاں ہماری نظروں سے اوجھل ہوجائیں۔ یہ ماننا پڑیگا کہ " الوپتی " بھی اب اس ملک میں باقی رہیگا لیکن اسکے یہ معنی ہرگزنہیں کہ اسکے باقی رہنے سے ہماری قدیم طب کو گھن لگ جائے۔اس اعتبار سے نظامیہ طبی کالج ہمارا ایک قومی ادارہ ھےجس سے ہماراقومی مقصدپورا ہوتا ھے۔

واقعہ یہ ھے کہ " الوپتی " طریقہ علاج اسکے باوجود کہ جدید سائنٹفک تحقیقاتوں سے اوسے مدد ملتی رہتی ھے " بدیشی طب " ھے ۔ جس سے ہمارے ملک کے عام لوگ مانوس نہیں ھیں اور اسی کے ساتھ یہ طریق علاج قیمتی بھی اسقدر ھے کہ عام لوگوں کی اکثریت اس سے فائدہ نہیں اٹھاسکتی ۔ اس لئے مجھے آج آپ سے یہ معلوم کرکے حیرت نہیں ہوئی کہ ممالک محروسہ سرکارعالی کے اسی (۸۰) فیصدی لوگ کم خرچ یونانی علاج کی طرف راغب ھیں ۔

پچھلے سال کے دوران میں صرف شہر کے شفا خانوں میں جو مریض رجوع ہوئے انکی تعداد دس (۱۰) لاکھ سے زیادہ ھے ۔ لوکل فنڈ کے شفاخانوں میں جو رجوع ہوئے انکی تعداد تقریباً پندرہ لاکھ ھے اور انکے علاوہ پانچ لاکھ مریض اور ھیں جو امدادی شفاخانوں میں رجوع ہوے ھیں۔ مریضوں کے یہ اعداد خود اپنے آپ گواہ ھیں اور ان سے بغیر کسی شک اور شبہ کے یہ ثابت ہو جاتا ھے کہ " یونانی " طریقہ علاج ممالک محروسہ میں بہت مقبول ھے اور اس طریقہ علاج کے اصول نہایت کامیاب اور مفید ھیں ۔

حقیقت یہ ھے کہ یونانی طریقہ علاج کے مفید اور کامیاب ہونے میں کبھی شک تھا بھی نہیں کیونکہ اس طریقہ علاج کی بنیاد قطعی مشاہدے اور تجربے کے علم پر رکھی گئی ھے لیکن علم

چونکہ بڑھتا اور ترقی کرتا رہتا ہے اور یونانی اور آیورویدطریقہ علاج میں یہ علم کم و بیش جامد ہو چلا تھا اور اس کے مقابل مغربی فن طب اس میدان میں ایسی تیز گامی سے مصروف تھا کہ اون حضرات کو جو چاہتے تھے کہ یونانی طب کے قدم میدان میں جمے رہیں ۔ یہ ناگزیر معلوم ہوا کہ اسے بھی جدید سائنٹفک تحقیقات کے ثمرات سے بہرہ اندوز ہونے پر مائل کیا جائے ۔

چنانچہ مجھے یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ اس کالج کے ذمہ دار ارباب نے اس ضرورت پر توجہ دی اور کالج میں سائنٹفک طریقوں پر کام ہونا شروع ہو گیا ۔

اس وقت کالج میں ایک سائنٹفک اور عملی تحقیقاتی شعبہ ہے۔ امراض سے متعلق ایک تجربہ خانہ ہے ۔ ایک کمرہ جراحت ہے اور ایک نباتاتی باغ ہے ۔

آپ نے اپنے ایڈریس میں ان سب شعبوں کی توسیع اور ترقی کی ضرورت پر زور دیا ہے اور یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ کالج میں ایک کیمیاوی معمل زنانہ ہسپتال اور امراض متعدی کے ہسپتال اور چند اور چیزیں بنائی جائیں ۔

حکومت کو اگرچیکہ آپ کی تمناوں سے پوری ہمدردی ہے ۔ لیکن کالج میں طلباء کی تعداد جو آپ نے بتائی وہ واقعہ یہ ہے کہ مایوس کن رہی ہے اور آٹھ برس میں صرف (۴۸) فارغ التحصیل طلباء کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ اور پھر یہ فارغ التحصیل طلباء اپنے لئے کوئی ملازمت حاصل کرنے میں جو ناکام رہے ہیں اوس سے بھی یہ پتہ چلتا ہے کہ کہیں کوئی خلاء کوئی خرابی ضرور ہے ۔ ضرورت اس کی معلوم ہوتی ہے کہ اس صورت حال کی نہایت احتیاط سے جانچ

پڑتال کی جائے تاکہ موجودہ خرابی دور ہوسکے اور آئندہ کی اسکیم مرتب کی جاسکے۔

اس سلسلہ میں میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت ہند نے ملکی طریقہ علاج کے نمایندوں کی ایک کمیٹی مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس کمیٹی میں "الوپتی" کے نمایندوں کے ساتھ یونانی نمایندے بھی شامل ہونگے۔ اور وہ ایسی تجویزوں اورطریقوں پر غور و خوض کرینگے جن سے ملکی طب کو جدید تحقیقاتوں سے فائدہ اٹھانے اور طلباء کو ٹریننگ دینے میں اور زیادہ آسانیاں حاصل ہوسکیں۔ اور ملکی طب کو عام لوگوں کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید بنایا جاسکے۔

اگرچہ ہم اپنے مقامی مسائل پر مقامی حالات ہی کی روشنی میں غور کرینگے پھر بھی ہمیں اس سلسلہ میں کوئی آخری فیصلہ کرنے سے پہلے کچھ دن انتظار کرنا اور اوس کمیٹی کی سفارشات پر بھی غور کرلینا مناسب ہوگا۔

کالج کے مختلف انعامات حاصل کرنے والوں سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی اسی کامیابی پر قناعت نہ کریں بلکہ اس کامیابی کو اپنی مستقبل کی سرگرم کوششوں اور اس سے زیادہ بڑی کامیابیوں کا ذریعہ بنائیں۔

اون فارغ التحصیل طلباء سے جو کالج چھوڑ چکے ہیں مجھے یہ کہنا ہے کہ دنیا میں زندگی کا اس سے بڑھکر کوئی اورمقصد نہیں ہوسکتا کہ انسان اپنے ساتھی انسانوں کی خدمت کرے اور دنیا کے کسی پیشے کو بنی نوع انسان کی خدمت گذاری کے وہ مواقع حاصل نہیں جیسے اس پیشے کو حاصل ہیں جسے وہ اب اپنے لئے اختیار کرنے والے ہیں۔

مطبوعہ نظامت طباعت جامعہ عثمانیہ سرکار عالی

[illegible]